اقوال زرّیں

حافظ شیرازیؒ

☐ ہم غرور کے جام سے مست ہیں اور اسی کا نام ہم نے ہوشیاری رکھ لیا ہے ☐ رفتگان طریقت کو دیکھ کہ آدھے جو سے بھی قبائے اطلس و دیبا کو نہیں خریدتے ان کو اس سے ہزار بیزاری ہے ☐ توکل کے آستانہ پر تو پہنچا جا سکتا ہے لیکن آخرت کی سروری (سرداری) کے آسمان پر عروج کرنا بڑا مشکل ہے۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA NEW DELHI

حسینہ کا دورۂ ہند

ہندوستان نے پڑوسیوں کو ہمیشہ سے بڑی اہمیت دی ہے۔ اس سلسلے میں سابق وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے اپنی مدت کار میں کھل کر یہ بات کہی تھی کہ دوست بدلے جا سکتے ہیں، پڑوسی نہیں بدلے جا سکتے۔ ہندوستان نے اپنی طرف سے چین اور پاکستان سے بھی رشتہ استوار اور مستحکم کرنے کی کوشش کی مگر یہ بات ناقابل فہم نہیں رہ گئی ہے کہ پاکستان، ہندوستان سے اپنی ازلی دشمنی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ چین کی توسیع پسندی بھی جگ ظاہر ہو چکی ہے۔ اس سے جنوبی کوریا، جاپان، تائیوان، برونئی، فلپائن جیسے کئی ممالک پریشان ہیں کہ وہ شرقی بحیرۂ چین اور جنوبی بحیرہ چین میں ان کے علاقوں پر دعوے کرتا ہے۔ یہ ممالک ہندوستان کو امید کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ بنگلہ دیش، سری لنکا، نیپال، بھوٹان اور مالدیپ جیسے پڑوسیوں سے تو خیر ہندوستان کے تاریخی تعلقات ہیں۔ اسی لیے گزشتہ کئی برسوں سے چین یہ کوشش کر رہا ہے کہ وہ ان ملکوں سے ہندوستان کے تعلقات خراب کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی نیپالی لیڈر کی طرف سے انوکھا بیان آ جاتا ہے، کبھی مالدیپ کا کوئی لیڈر چونکانے والا بیان دے دیتا ہے۔ بنگلہ دیش میں خالدہ ضیاء کے وقت ایسا لگا تھا کہ حالات بدل رہے ہیں مگر شیخ حسینہ کے وزیر اعظم بننے کے بعد سے ہندوستان اور بنگلہ دیش کے تعلقات مستحکم ہوئے ہیں۔ دونوں ملک ایک دوسرے کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور دوستانہ تعلقات قائم رکھتے ہوئے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ چین نے بنگلہ دیش کو بھی دائرۂ اثر میں لینے کی کم کوشش نہیں کی ہے مگر شیخ حسینہ ایک وژنری لیڈر ہیں۔ وہ بڑی اچھی طرح جانتی ہیں کہ کس پڑوسی کو کتنی اہمیت دینی ہے۔ اسی لیے وہ ہندوستان کے دورے پر آتی ہیں یا ہمارے وزیر اعظم بنگلہ دیش کے دورے پر جاتے ہیں تو یہی امید بندھتی ہے کہ دونوں حکومتیں دونوں ممالک کے تعلقات کو مزید مستحکم بنانے کے لیے کچھ نیا کرنے والی ہیں۔ حسینہ کا یہ دورہ بھی کافی اہمیت کا حامل ہے۔ اس بار دو ہفتے میں وہ دوسری مرتبہ دہلی کے دورے پر آئی ہیں۔

بنگلہ دیش سب سے زیادہ اشیا جرمنی، امریکہ اور برطانیہ کو ایکسپورٹ کرتا ہے، البتہ چین کے بعد وہ سب سے زیادہ امپورٹ ہندوستان سے ہی کرتا ہے۔ ہندوستان سے بہتر تعلقات کی وجہ سے بنگلہ دیش کی حالت کبھی بھی پاکستان یا سری لنکا کی حالت جیسی نہیں ہوئی۔ ہندوستان نے ہمیشہ اس کا خیال رکھا ہے، حسینہ کی مدت کار میں بنگلہ دیش نے کبھی ہندوستان کو نظرانداز کر کے چین کی طرف حد سے زیادہ بڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ 12 جون، کو بنگلہ دیشی وزیر اعظم نے تیستا ماسٹر پلان پر پیش رفت کی بات کہی تھی اور یہ بتایا تھا کہ ان کی حکومت نے اس ’پلان کے نفاذ کے لیے چین سے آسان شرطوں پر قرض مہیا کرانے کی گزارش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔‘ ان کا یہ کہنا تھا کہ اس کے لیے چین کی مالی امداد سے ایک سروے بھی کیا گیا ہے۔ حسینہ حکومت کا ماننا ہے کہ تیستا ماسٹر پلان کے نفاذ سے تیستا ندی کے اطراف رہنے والے لوگوں کی دشواریاں کم ہوں گی۔ دوسری طرف چین کی یہ کوشش ہے کہ وہ بنگلہ دیش کو کسی طرح دائرۂ اثر میں لے لے مگر حکومت ہند حالات سے بے خبر نہیں ہے۔ گزشتہ ماہ ہندوستان کے خارجہ سکریٹری نے ڈھاکہ کا دورہ کیا تھا اور یہ بات سامنے آئی تھی کہ ہندوستان تیستا پروجیکٹ کے لیے مالی امداد دینا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں حسینہ حکومت، حکومت ہند کو ناراض کر کے تیستا ماسٹر پلان کے لیے چین سے قرض لے گی، یہ اندیشہ نہیں رکھا جانا چاہیے۔

شیخ حسینہ اس سے قبل وزیر اعظم مودی کی حلف برادری کی تقریب میں شرکت کرنے کے لیے آئی تھیں۔ اس بار وہ سرکاری دورے پر آئی ہیں۔ وزیر اعظم مودی سے ان کی ملاقات میں تیستا ندی تنازع، چین کے ساتھ تعلقات، مونگلا بندرگاہ کے مینجمنٹ اور اسلحے کی فروخت پر گفتگو متوقع تھی، البتہ آج کی بات چیت کے بعد یہ اعلان کیا گیا ہے کہ علاج کے لیے بنگلہ دیش سے ہندوستان آنے والے لوگوں کے لیے جلد ہی ای میڈیکل ویزا شروع کیا جائے گا۔ ہندوستان کے بنگلہ دیش کے شمال مغربی علاقے کے لوگوں کی سہولت کا خیال کرتے ہوئے رنگ پور میں ایک نیا اسسٹنٹ ہائی کمیشن کھولنے کی پیش رفت کی بھی خبر ہے۔ وزیر اعظم مودی کا یہ کہنا بجا ہے کہ ’بنگلہ دیش ہندوستان کا سب سے بڑا ترقیاتی شراکت دار ہے اور ہم بنگلہ دیش کے ساتھ اپنے تعلقات کو اولین ترجیح دیتے ہیں۔‘

edit2sahara@gmail.com

پارلیمانی الیکشن، مسلمان اور اس کے بعد

پروفیسر اخترالواسع

حرف حق

2024 کے پارلیمانی الیکشن خیر و عافیت کے ساتھ اختتام کو پہنچے۔ اس الیکشن کی خوبی یہ تھی کہ اس میں چار سو پار کا نعرہ لگانے والی حکمراں جماعت معمولی اکثریت بھی حاصل نہ کر پائی۔ ایودھیا میں رام مندر کی پران پرتشٹھا کو لے کر حکمراں جماعت نے جو زور شور سے نمائش کی تھی وہ بھی کام نہ آئی اور ایودھیا سمیت اس کے آس پاس کی ساری سیٹیں حکمراں جماعت ہار گئی۔ اتر پردیش جہاں سے ہو کر اقتدار کا راستہ دہلی تک جاتا ہے، وہاں پر سب سے زیادہ سیٹیں اکھلیش یادو کی قیادت میں سماجوادی پارٹی اور اس کی حلیف کانگریس کو ملیں۔ لیکن بہر حال چندرا بابو نائیڈو اور نتیش کمار اور دوسرے حلیفوں کے سہارے کسی نہ کسی طرح شری نریندر مودی کی قیادت میں این ڈی اے کی سرکار بن گئی۔ یہ سرکار کتنی عمر والی ثابت ہوگی، اس کا فیصلہ تو وقت ہی کرے گا، کیونکہ این ڈی اے سرکار کی حلیف جماعتیں کب اس سے حمایت واپس لے لیں، اس پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اس الیکشن کی بہر حال ایک سب سے بڑی خوبی اور خصوصیت یہ تھی کہ مسلمانوں نے انتہائی صبر و تحمل کا ثبوت دیتے ہوئے حکمراں جماعت اور اس کے لیڈروں کی اشتعال دلانے والی ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف ایک علٰحدہ صف بندی کرنے کے لیے کی جانے والی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہندوؤں نے بھی بڑے صبر و ثبات کے ساتھ وزیر اعظم نریندر مودی، ان کے وزیر داخلہ اور بی جے پی کے چانکیہ کہے جانے والے امت شاہ اور اتر پردیش و آسام کے وزرائے اعلیٰ کی ان تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا جس میں وہ اپنی کامیابی کو مضمر سمجھتے تھے۔

وزیر اعظم نے راجستھان کے بانسواڑہ میں جس طرح اپنے سُر بدلے اور مسلمانوں کو نشانہ بنایا وہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اب ہارنے جا رہے ہیں۔ انھوں نے جس طرح مسلمانوں کو گھس پیٹھیا، زیادہ بچے پیدا کرنے والا اور غیر مسلم بیاہتا عورتوں کے منگل سوتر چھین کر مسلمانوں کو دے دینے کی بات کی، وہ ان کی مایوسی اور ناامیدی کی کھلی علامت ثابت ہوئی۔

ہمارے وزیر اعظم بھی خوب ہیں۔ وہ ایک طرف تو پس ماندہ مسلمانوں کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف پس ماندگی پر مذہب کا ٹھپہ بھی لگا دیتے ہیں اور صاف کر دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو کسی طرح کا ریزرویشن نہیں دیا جائے گا۔ انھوں نے اور ان کے وزیر داخلہ نے یہاں تک کہا کہ مسلمانوں کو پس ماندگی کی بنیاد پر جو ریزرویشن دیا گیا ہے، اسے مذہبی قرار دے کر چھین لیا جائے گا۔ نتیجہ یہ کہ وہ مسلمان جو پس ماندگی کی بنیاد پر اپنی عسرت و تنگی کے وزیر اعظم کے ذریعہ دور کیے جانے کی خوش فہمی میں مبتلا تھے، انھوں نے بھی انھیں ووٹ نہیں دیا۔ وزیر اعظم یہ بھول گئے کہ ہجومی تشدد (ماب لنچنگ) کا شکار ہونے والا ہر مسلمان اتفاق سے پس ماندہ ہی تھا۔ یہ بھی دلچسپ بات ہے کہ وزیر اعظم اقتدار میں تیسری بار آنے کے لیے چندر بابو نائیڈو اور ان کے بیٹے کی طرف سے مسلمانوں کو آندھرا پردیش میں دیے جانے والے ریزرویشن کی حمایت میں بولنے کے باوجود ان کی حمایت قبول کر لیتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ سب کا ساتھ، سب کا وِکاس، سب کا وِشواس کی بات کر رہے تھے اور دوسری طرف وہ اس ملک کے نوجوانوں کے لیے روزگار، کسانوں کے لیے مناسب طرز زندگی، فوج میں جانے کی خواہش رکھنے والے جوانوں کے لیے اگنی ویر جیسی جھنجھنوں والی نوکریوں کی بات کر رہے تھے۔ وہ یہ بھول گئے تھے کہ مہنگائی ہو یا گیس سلینڈر کی بڑھتی ہوئی قیمت، اس کا سیدھا اثر چولہوں پر پڑ رہا تھا اور کوئی گرہستن اپنے باورچی خانوں میں مہنگائی کے عفریت کو برداشت نہیں کر سکتی۔

جس طرح مدرسوں کے خلاف آوازیں بلند کی گئیں، قانونی چارہ جوئی سے پہلے مسلمانوں کے علاقوں میں بلڈوزر چلائے گئے، سرکاری کسٹڈی میں مسلمان باہو بلی نذر اجل کیے گئے، جس طرح مسجدوں اور مزاروں کی بے حرمتی کی گئی وہ سب کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اس الیکشن سے یہ بات بھی پوری طرح واضح ہوگئی کہ مندر اور دھرم کے نام پر راج نیتی بہت دن تک نہیں کی جاسکتی اور یہ کسی اور نے نہیں اس ملک کے ہندوؤں نے ثابت کیا جن کی غالب ترین اکثریت سیکولر ہے۔

مہاراشٹرا میں کسی مسلمان کو ٹکٹ نہ دینا، اورنگ آباد سے امتیاز جلیل، دھوبڑی آسام سے مولانا بدرالدین اجمل، کشن گنج سے اختر الایمان اور امروہہ سے کنور دانش علی کی ہار کسی اور کی نہیں نام نہاد سیکولر جماعتوں کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے۔

اس الیکشن سے صرف بی جے پی کو ہی سبق نہیں سیکھنا چاہیے بلکہ نام نہاد سیکولر جماعتوں کو بھی سبق لینا چاہیے۔ مہاراشٹرا میں کسی مسلمان کو ٹکٹ نہ دینا، اورنگ آباد سے امتیاز جلیل، دھوبڑی آسام سے مولانا بدرالدین اجمل، کشن گنج سے اختر الایمان اور امروہہ سے کنور دانش علی کی ہار کسی اور کی نہیں نام نہاد سیکولر جماعتوں کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے۔ اس پر محترمہ مایاوتی کا یہ طنطنہ اور ذلت آمیز تبصرہ کہ انھوں نے سب سے زیادہ ٹکٹ مسلمانوں کو دیے اور مسلمانوں نے انھیں ووٹ نہیں دیا، اس لیے وہ پارلیمنٹ میں ایک ممبر بھی نہیں پہنچا پائیں، لیکن اب ان سے کون کہے کہ انھوں نے جو بڑی تعداد میں مسلمانوں کو ٹکٹ دیے وہ ان کی جیت کو یقینی بنانے کے لیے نہیں بلکہ بی جے پی کو مسلم ووٹوں کی تقسیم کے نتیجے میں جتانے کے لیے دیے تھے۔ سوال یہ ہے کہ مایاوتی سے کسی نے اب تک یہ کیوں نہیں پوچھا کہ انھیں دلتوں کے کتنے ووٹ ملے؟ سچ بات تو یہ ہے کہ مایاوتی نے پارٹی کو اپنی جیب کا سکہ سمجھا، اس کو ماسٹر کانشی رام کی طرح کیڈر بیسڈ پارٹی بننے ہی نہیں دیا۔

بنگال میں ممتا بنرجی کی قیادت میں سب سے زیادہ مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سچے معنوں میں سیکولر پالیسیز کا نفاذ کرتی ہیں۔ ان کے سچے اور کھرے ہندو ہونے میں بھی شبہ نہیں۔ وہ بنگال کا بھدر لوک ہو یا درگا پوجا کے تیوہار یا عام بنگالی ہندو اس کا مذہب، ذات پات کی تفریق کے بغیر خیال رکھتی ہیں اور اسی لیے وہ بی جے پی کو بنگال سے دور رکھنے میں کامیاب بھی ہوئی ہیں۔

الیکشن تو اب جب بھی ہوں گے وہ الگ ہوں گے لیکن مسلمانوں کو وقتی کامیابی سے مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے اور انھیں ساری مایوسیوں، پژمردگی اور خوف کی نفسیات سے اوپر اٹھ کر اپنے غیر مسلم بھائیوں سے ایک بہتر مثبت اور صحت مند مکالمے کا آغاز کرنا چاہیے کہ وہ مسلمانوں سے کیا چاہتے ہیں اور خود اپنی طرف سے کیا کرنے کو تیار ہیں۔ یاد رکھیے کہ صرف ہندو کا سیکولر ہونا ہی کافی نہیں، ہمیں بھی اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے سیکولر ثابت کرنا ہوگا۔

مسلمانوں کو ایک سماجی گروہ کے طور پر تعلیم اور تجارت پر خاصا زور دینا ہے۔ تعلیم کے لیے ہم اپنی غربت اور پس ماندگی کو بہانا نہیں بنائیں گے بلکہ آدھی روٹی کھائیں گے، مگر اپنے بچوں کو ضرور پڑھائیں گے۔ یاد رکھیے دنیا میں ہر چیز بدل سکتی ہے سوائے سنت الٰہی کے۔ سنت الٰہی یہ ہے کہ سورۃ بقرہ کے بقول جب فرشتے اشیا کے نام نہیں بتا سکے اور آدم نے بتا دیے تو اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں اور اس طرح اپنی اس سنت کو قیامت تک کے لیے دوام بخش دیا کہ جو نہیں جانتے انھیں جھکنا پڑے گا ان کے سامنے جو جانتے ہیں۔ اسی طرح تجارت میں اللہ نے کئی گنا زیادہ فائدہ رکھا ہے اور دنیا کی تاریخ اس کی گواہ ہے کہ دنیا میں جس قوم نے بھی عروج پایا وہ تجارت کے سہارے ہی پایا کیوں کہ جس کے ہاتھ میں مَنڈی ہے، اسی کے ہاتھ میں مُنڈی ہے۔

میرے بعض دوست میری علی گڑھ کے زمانے کی اس زور بیانی کا حوالہ دیتے ہیں جس میں کہا کرتا تھا کہ ’ہم نے اس ملک کو قطب مینار کی بلندی، تاج محل کا حسن، لال قلعے کی پختگی، شاہجہانی مسجد کا تقدس اور معین الدین اور نظام الدین کا عرفان عطا کیا ہے‘ میں نے جو اس وقت کہا تھا اس پر میں تا ہنوز قائم ہوں، لیکن ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ جب تک ہم یہ دے سکتے تھے تو ظل الٰہی بھی ہمیں ہی تسلیم کیا گیا، اب ہم کیا دے رہے ہیں کہ کوئی ہمیں خاطر میں لائے۔ مسلمانوں کو اپنے آپ کو دینے والا بنانا ہے اس کے لیے تیاری کرنی ہے، محنت کرنی ہے، منصوبہ بندی کرنی ہے اور اگر وہ سچ مچ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو بازار سیاست کی ہر رقاصہ ان کی ڈیوڑھی پر مجرا کرنے کے لیے تیار رہے گی۔

(مضمون نگار جامعہ ملیہ اسلامیہ میں پروفیسر ایمریٹس اسلامک اسٹڈیز ہیں)

wasey27@gmail.com

منیٰ، عرفات و مزدلفہ کے انتظامات کی کہانی زائرین کی زبانی

محمد عباس دھالیوال

تجزیہ

سعودی عرب میں ہر سال حج کے دوران سیکڑوں کی گنتی میں وہاں حج کے لیے گئے عازمین حج کی مختلف وجوہات سے جاں بحق ہونے کی خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ دراصل یہ اموات کہیں خیموں میں آگ لگنے کے سبب کبھی اچانک افراتفری ہونے سے تو کبھی کرین کے اچانک گرنے سے تو کبھی گرمی اور کبھی بھیڑ میں دم گھٹنے کے سبب اموات ہو جاتی ہیں۔ اس سال بھی حج کے دوران شدت کی گرمی کے سبب سیکڑوں عازمین حج کے جاں بحق ہونے کی اطلاعات ہیں۔ اطلاعات کے مطابق اس سال تقریباً 18 لاکھ افراد کے حج کا فریضہ ادا کرنے کی خبریں ہیں، ان میں سے 16 لاکھ بیرون ممالک سے پہنچے تھے۔ اس کے علاوہ ہر سال ہزاروں افراد غیر قانونی ذرائع سے حج کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ وہ سرکاری حج ویزوں کے اکثر مہنگے طریقہ کار کے متحمل نہیں ہوتے۔ ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس طریقے سے دستاویزات سے محروم عازمین کو خطرہ لاحق ہوتا ہے کیونکہ وہ حج کے راستے میں سعودی حکام کی طرف سے فراہم کردہ ایئر کنڈیشنڈ سہولیات تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

ایجنسی سے بات کرنے والے سفارت کاروں میں سے ایک نے کہا کہ مصری شہریوں کی اموات کی تعداد میں اضافہ قطعی طور پر غیر رجسٹرڈ مصری عازمین حج کی بڑی تعداد کی وجہ سے ہوا ہے۔ مصر کے حج مشن کی نگرانی کرنے والے ایک مصری اہلکار نے کہا کہ غیر قانونی افراد کی وجہ سے مصری عازمین کے کیمپوں میں بہت افراتفری پھیل گئی، جس کی وجہ سے خدمات معطل ہو گئیں۔ انہوں نے کہا ایسے افراد گرمی سے مر گئے کیونکہ زیادہ تر لوگوں کے پاس پناہ لینے کی جگہ نہیں تھی۔ جبکہ دوسرے طرف خبر رساں ادارے کے مطابق مختلف ممالک کی وزارت خارجہ اور دیگر ذرائع کی روشنی میں کم از کم 562 مسلمانوں کی موت ہونے کی تصدیق ہوئی ہے، جبکہ رپورٹ کے مطابق جاں بحق ہونے والوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ ان ہلاک ہونے والوں میں سب سے بڑی تعداد مصری شہریوں کی ہے۔ جب ہم گزشتہ دہائیوں میں عازمین حج کے جاں بحق ہونے کی مختلف وجوہات کو دیکھتے ہیں تو پچھلے 30 سال کے دوران سعودی عرب میں حج کے دوران افراتفری مچنے، خیموں میں آگ لگنے اور دیگر حادثات میں سینکڑوں اموات ہوئیں ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مکہ میں ایک زائرہ آمنہ نے اس سال حج کے دوران جو مشاہدہ کیا ہے اس کے حوالے سے وہ کہتی ہیں کہ ’اس میں شک نہیں کہ عمارتوں میں رہائش، کھانا وغیرہ سب بہت اچھا ہے، ٹرانسپورٹ مل جاتی ہے لیکن ہم یہاں اہم مشاعر کے دنوں کے لیے آئے تھے مگر ان دنوں میں انھوں نے ہمارے ساتھ جانوروں جیسا برتاؤ کیا۔‘ بقول ان کے منیٰ میں گزارے گئے دن ’اذیت ناک‘ تھے جب ’ایک خیمے میں 800 افراد تھے‘ اور خیموں میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے موجود مسلمانوں کے لیے بہت کم واش رومز تھے۔ خیموں کی اندورنی صورتحال کے متعلق آمنہ بتاتی ہیں کہ مکہ کی گرمی میں وہاں اے سی تھے ہی نہیں۔ جو کولر لگائے گئے ان میں زیادہ اوقات پانی ہی نہیں ہوتا تھا۔ ان خیموں میں بہت گھٹن تھی اور ’بُرا حشر تھا۔‘ آمنہ کے مطابق سعودی حکومت کی جانب سے کیے گئے انتظامات ناکافی تھے اور شکایت کرنے پر اہلکار ’سنتے ہی نہیں۔ ان سے بات کرنا ایسے ہے جیسے دیوار سے سر ٹکرانا۔‘ انہوں نے بتایا کہ وہاں پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کو جو جگہ دی گئی تھی وہ پہاڑوں کے بیچ گہرائی میں تھی اور وہاں لوگ گھٹن کا شکار ہوئے۔ وہ خود مزدلفہ میں گھٹن کا شکار ہوئیں اور ان کی حالت شدید خراب تھی۔ ’پوری رات میرے شوہر مجھے پنکھے سے ہوا دیتے رہے۔ میں صرف یہی دعا کرتی رہی کہ اللہ تعالیٰ بس فجر کی نماز پڑھ کر میں یہاں سے نکل جاؤں۔‘ آمنہ نے مزید کہا کہ جو لوگ منیٰ سے واپس آئے ہیں، انھیں واپسی میں کئی گھنٹے لگے ہیں اور ان تھکے ہارے حاجیوں کو رہائش سے قریبی مقام تک نہیں پہنچایا گیا۔ ’ڈرائیوروں کو راستے نہیں پتا تھے۔‘ وہ کہتی ہیں کہ ایک کلومیٹر کے لیے پرائیویٹ ٹیکسیوں کے کرائے بہت زیادہ ہیں، منی سے مکہ تک ٹیکسی والے 2000 ریال مانگ رہے تھے۔ ابتدائی طبی امداد کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ گاڑیاں تو وہ لے لے کر گھومتے ہیں لیکن انھیں ڈرپ تک نہیں لگانا آتی۔ آمنہ بتاتی ہیں کہ ان کے گروپ میں ایک شخص کلیسٹروفوبک (رش والی جگہوں پر گھبراہٹ کا شکار ہونے والے افراد) تھے۔ ’جمرات میں رش دیکھ کر ان کی سانس اکھڑنے لگی تو ہم نے ان کے لیے مدد مانگی مگر ایسے لگا جیسے سعودی اہلکار مریض کا مطلب تک نہیں سمجھتے۔‘

وہ بتاتی ہیں کہ انھیں آکسیجن کی ضرورت تھی اور جمرات میں تو ایمرجنسی سہولت میسر تھی مگر واپسی پر ان کی حالت پھر خراب ہوگئی اور ہم سڑک کنارے بیٹھے سعودیوں سے ایمبولینس مانگ رہے تھے مگر وہ بس یہی کہتے رہے ’بلاتے ہیں بلاتے ہیں۔‘ بالآخر ایک ایمبولینس آئی اور ڈاکٹر نے دو سیکنڈ بھی نہیں دیکھا اور بولا انھیں ’کچھ نہیں ہوا‘ اور چلا گیا۔ آمنہ کہتی ہیں کہ 25 منٹ سے زیادہ وقت گزر گیا تو ہم نے انھیں دھمکایا کہ ہم ویڈیوز بنا کر سوشل میڈیا پر بتائیں گے کہ تم حاجیوں کو کیسے ٹریٹ کر رہے ہو تو انھوں نے ویڈیوز بھی نہیں بنانے دیں اور پھر بہت دیر بعد انھیں ایک ایمبولینس ملی۔ جبکہ دوسری طرف حج کے سلسلے میں سعودی عرب میں موجود حمیرا کنول نے بتایا کہ جب ہمیں منی سے عرفات کے میدان میں لے جایا گیا، اس روز ہمیں حاجیوں کی اموات کی خبریں ملنا شروع ہوئیں کہ گرمی سے ہلاکتیں ہو رہی ہیں۔ وہاں بنے کیمپوں میں بیٹھنے کی جگہ بہت محدود تھی، خطبہ حج سنانے کے لیے کوئی انتظامات نہیں تھے اور شدید گرمی میں لوگوں کو باہر بیٹھنا پڑا یا اندر جگہ پانے کے لیے لڑائی جھگڑا کرنا پڑا۔

ادھر مکہ میں ایک نیوز ایجنسی سے بات کرتے ہوئے حمیرا بتاتی ہیں کہ مزدلفہ میں رات آسمان کے نیچے گزارنی ہوتی ہے لیکن وہاں پاکستان سمیت دیگر بہت سے ممالک کے عازمین کو ایک ٹرین کے پل کے نیچے گندگی سے بھری جگہ پر لے جایا گیا۔ مزدلفہ میں رات گزار کر اگلی صبح انھیں ٹرین کے ذریعے جمرات کی جانب لے جایا گیا لیکن وہاں سے واپسی کا سفر شدید تکلیف دہ بن گیا۔ حمیرا کہتی ہیں کہ ہمیں سات کلومیٹر طویل راستے پر ڈالا گیا جہاں نہ پانی تھا نہ کوئی سایہ۔ بہت سے عازمین کی طبیعت اس مقام پر خراب ہوئی۔ حمیرا بتاتی ہیں کہ سعودی حکومت کی بہت سی الیکٹرک اور مینوئل گاڑیاں ہیں لیکن یہ بیمار اور گرمی سے بے ہوش ہونے والے عازمین کے لیے استعمال میں نہیں لائی جا رہی تھیں۔ کیمپوں میں لوگوں کو ایسے ہی رکھا گیا تھا جیسے کسی فارم میں مرغیوں یا جانوروں کو ساتھ ساتھ رکھا جاتا ہے، بستروں کے درمیان گزرنے کی جگہ تک نہیں تھی اور سیکڑوں افراد کے لیے گنتی کے چند واش روم ناکافی تھے۔ تاہم وہ کہتی ہیں کہ نہ آپ کسی سے شکایت کر سکتے ہیں نہ ہی مدد لے سکتے ہیں، یہاں ہر ایک ذمہ داری دوسرے پر ڈالنے کا عادی ہے۔ حمیرا کے مطابق یہاں ایمبولینس نہ ہونے کے برابر دکھائی دیں، لمبے لمبے روٹس پر کوئی مددگار نہ تھا۔ اگر کوئی نظر آتا ہے تو وہ پولیس اہلکار ہیں جو انگلش زبان کی لیس نو بھی نہیں جانتے اور جن کا ایک ہی کام دکھائی دیتا تھا کہ لوگوں کو لمبے روٹس پر ڈال دیا جائے۔ وہ کہتی ہیں کہ شدید گرمی میں جب لو چل رہی ہوتی تھی تو عازمین کو کئی گھنٹوں پیدل صرف اس لیے چلایا جاتا تھا کیونکہ شارٹ راستے کی طرف پولیس نے رکاوٹیں کھڑے کر رکھی تھیں۔ حمیرا بتاتی ہیں کہ گزشتہ روز منی سے جمرات تک جانے اور آنے میں انھیں 26 کلومیٹر چلنا پڑا جبکہ وہ راستہ پندرہ منٹ کا تھا جسے پولیس نے بند کر دیا تھا۔

خیموں کی صورتحال کے متعلق حمیرا بتاتی ہیں کہ خیموں میں اے سی تو تھے لیکن خواتین کی زیادہ تعداد کی وجہ سے گھٹن تھی جس پر وہاں لڑائی دن بھر دیکھنے کو ملتی تھی۔ جبکہ ایک اور زائر محمد اعلیٰ کا کہنا تھا کہ ہمارے ہر گروپ کے ساتھ لیڈر ہیں جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ ہم خود بہت مستعد رہتے ہیں اور ہم نے پرائیوٹ بسیں کر رکھی ہیں اور عرفات کے کیمپوں میں ہمارے عازمین کے لیے 12، 12 ٹن کے چلر چل رہے تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ ان کے 240 عازمین بی کیٹگری میں تھے جن کے لیے چھ چلر چل رہے تھے اور اے کیٹگری میں 78 افراد کے لیے پانچ پانچ ٹن کی چھ کیبنٹس چل رہی تھیں لہٰذا ہمارا پورا گروپ بہت آرام دہ حالت میں ہے اور ہمیں گرمی کے حوالے سے کسی ایسی صورتحال کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

اس سال حج کے دوران شدید گرمی کی وجہ سے مرنے والوں میں 98 ہندوستانی عازمین حج بھی شامل ہیں، جس سے 2024 میں حج کے دوران ہلاکتوں کی مجموعی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہوگئی ہے۔

ادھر اے ایف پی کی ایک میں سعودی عرب میں ایک سفارت کار کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ اس سال حج کے دوران شدید گرمی کی وجہ سے مرنے والوں میں 98 ہندوستانی عازمین حج بھی شامل ہیں، جس سے 2024 میں حج کے دوران ہلاکتوں کی مجموعی تعداد 1000 سے زیادہ ہوگئی ہے۔ سفارت کار نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ ہم نے تقریباً 68 افراد کی ہلاکت کی تصدیق کی ہے... کچھ اموات قدرتی وجوہات کی وجہ سے ہیں۔ بہت سے زائرین عمر رسیدہ تھے۔ اور کچھ کا انتقال موسمی حالات کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ نئی تعداد دو عرب سفارت کاروں نے گزشتہ منگل کو بتائی تھی کہ حج کے دوران 550 اموات ریکارڈ کی گئی ہیں۔ عرب سفارت کاروں کا کہنا تھا کہ اس تعداد میں 323 مصری اور 60 اردنی شامل ہیں اور ایک نے بتایا کہ تقریباً تمام مصری شہریوں کا انتقال گرمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ انڈونیشیا، ایران، سینیگال، تیونس اور عراق کے خودمختار کردستان کے علاقے سے بھی ہلاکتوں کی تصدیق کی گئی ہے، تاہم بہت سے معاملات میں حکام نے اس کی وجہ نہیں بتائی ہے۔ رپورٹ کے اعداد و شمار کے مطابق، اب تک ہلاک ہونے والوں کی کل تعداد 645 ہے۔ ہندوستانی شہریوں کی اموات کی تصدیق کرنے والے سفارت کار نے کہا کہ کچھ ہندوستانی عازمین حج لاپتہ بھی ہیں، لیکن انہوں نے صحیح تعداد بتانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسا ہر سال ہوتا ہے... ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سال یہ تعداد غیر معمولی طور پر زیادہ ہے۔ گزشتہ ماہ شائع ہونے والی ایک سعودی تحقیق کے مطابق، آب و ہوا کی تبدیلی سے حج پر تیزی سے اثر پڑ رہا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جس علاقے میں عبادات کی جاتی ہیں وہاں درجہ حرارت ہر دہائی میں 0.4 ڈگری سیلسیس (0.72 ڈگری فارن ہائیٹ) بڑھ رہا ہے۔ قبل ازیں منگل کو مصر کی وزارت خارجہ نے کہا تھا کہ قاہرہ حج کے دوران لاپتہ ہونے والے مصریوں کی تلاش کے لیے سعودی حکام کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ اگرچہ وزارت کے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ ایک خاص تعداد میں اموات واقع ہوئی ہیں، لیکن اس نے یہ واضح نہیں کیا کہ آیا ان میں مصری بھی شامل ہیں۔ سعودی حکام نے گرمی کا شکار ہونے والے 2,000 سے زائد حجاج کا علاج کرنے کی اطلاع دی تھی۔ لیکن اتوار کے بعد سے ان اعداد و شمار کو اپ ڈیٹ نہیں کیا ہے اور نہ ہی اموات کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ گزشتہ پیر کے روز مکہ کے باہر منیٰ میں حجاج کو اپنے سروں پر پانی کی بوتلیں انڈیلتے ہوئے دیکھا گیا۔ اس دوران رضا کاروں نے انہیں ٹھنڈا رہنے میں مدد کے لیے کولڈ ڈرنکس اور آئس کریم تقسیم کیں۔ سعودی حکام نے عازمین کو چھتری استعمال کرنے، وافر مقدار میں پانی پینے اور دن کے گرم ترین اوقات میں سورج کی روشنی میں جانے سے گریز کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن حج کے بہت سے مناسک میں دن کے وقت گھنٹوں باہر رہنا شامل ہے۔ اس لیے مکمل طور پر ان مشوروں پر عمل ممکن نہیں ہے۔

abbasdhaliwal72@gmail.com

مراسلات

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

مغربی تہذیب اور ہمارے کھانے کے طور طریقے

مکرمی! مغربی تہذیب نے مشرق کو جو چیزیں سپلائی کی ہیں، ان میں ایک کھڑے کھڑے کھانے کا طریقہ بھی ہے، ہر کاؤنٹر پر جا کر پلیٹ بڑھائیے، بیرا ایک دو چمچ، کھانا سالن، سبزی، ترکاری، روٹی ڈالتا جائے گا، سب لے کر ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ٹیبل کرسی لگی ہوئی ہو اور آپ اس پر بیٹھ کر کھائیں، یہ طریقہ بوفے سسٹم کا نصف ہے، پورا بوفے اس وقت ہوتا ہے جب بیٹھ کر کھانے کا کوئی موقع نہ ہو اور جانوروں کی طرح پلیٹ سے لے لے کر چرتے چگتے جائیے، تہذیب جدید نے اس غیر مہذب طریقہ طعام کو رائج کیا ہے اور ہاتھ میں پلیٹ لے کر فقیر بنا دیا ہے، ان دنوں تقریبات میں کھانا پینا اسی طرح چلتا ہے، اس تہذیب نے اسلام میں کھانے کا جو سنت طریقہ ہے، اسے کالعدم ہی نہیں نسیاً منسیاً کر دیا ہے، دسترخوان پر کھانا لگانے کی روایت تقریبات میں اب لوگ بھولتے جا رہے ہیں، کچھ مجبوریاں بھی ہیں، پہلے تقریبات میں لوگوں کی شرکت خدمت کے جذبے سے ہوتی تھی، لوگ دسترخوان بچھانے، کھانا لگانے، جوٹھی رکابیاں اٹھانے، بلکہ اسے دھونے تک کو عار نہیں سمجھا کرتے تھے، اتنی بڑی تعداد میں لوگ مدعو بھی نہیں ہوتے تھے، جتنے اب ہونے لگے ہیں۔

سیاسی لوگوں کے یہاں تو پورے اسمبلی اور پارلیمینٹری حلقہ کے لوگوں کی عام دعوت ہوتی ہے، لوگ صرف کھانے آتے ہیں، آپ کے یہاں بارات آئی یا نہیں، نکاح ہوا یا نہیں، اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا، آئے، کھایا، ہاتھ دھویا نہیں، ٹیشو پیپر سے پوچھا اور چلتے بنے، جہاں، دان دکشنا، سلامی اور نیوتہ دینے کی روایت ہے، وہاں لفافہ تھما دیا اور کام ختم ہو گیا، ایسے میں تقریب کرنے والوں کو ریڈی میڈ پلیٹ دے کر اپنی مرضی سے پکے ہوئے کھانے کاؤنٹر سے لے لینے اور چلتے پھرتے کھانا کھلا دینے میں عافیت محسوس ہوتی ہے، ہزاروں لوگ کھا کر جلدی نمٹ جاتے ہیں اور گھر والا چین کی سانس لیتا ہے، کھانا کھلانے کا یہ طریقہ ان دنوں مغربی ملکوں کے ساتھ مسلم ممالک میں بھی رواج پا رہا ہے اور اسلامی تہذیب و اقدار کا جنازہ نکلتا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس طرح کھانے کا بڑا نقصان و بربادی ہوتی ہے، جو مالدار ممالک ہیں، ان کے یہاں یہ بربادی زیادہ ہے۔ اس معاملے کا بڑا خطرناک پہلو یہ ہے کہ جو کھانا پھینک دیا جاتا ہے وہ سڑ کر ماحول میں تعفن اور بدبو پیدا کر کے فضائی آلودگی کا سبب بنتا ہے، اس کا بڑا منفی اثر زمین، پانی، انسان، چرند و پرند شجر و حجر تک پر پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں ہی پیدا نہیں ہوتیں، پورا ماحول متاثر ہو جاتا ہے، حالانکہ اس دنیا میں ایک سروے کے مطابق 90 ارب لوگ وہ ہیں، جنہیں غذائی اجناس کی قلت کا سامنا ہے اور تقریباً 82 کروڑ لوگوں کو شکم سیر ہو کر کھانے کو نہیں مل رہا ہے، ایسے میں پوری دنیا میں تیار شدہ کھانے کا ایک تہائی حصہ برباد ہو جاتا ہے اور کھانے کی بربادی کا مطلب صرف غذائی اجناس کی بربادی نہیں بلکہ پیسوں، روپے، پانی، توانائی، زمین وغیرہ کی بھی بربادی ہے۔ دنیا کے تمام ممالک اس صورتحال سے پریشان ہیں، ابھی حال ہی میں دو سو ملکوں کی کانفرنس اس حوالے سے ریڈی میڈ میں ہوئی تھی، مگر کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہوگئی، اس کا صاف مطلب ہے کہ فکر مند سب ہیں، لیکن عملی اقدام کا حوصلہ ان کے اندر نہیں ہے۔ بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنا چوہوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ گلے میں گھنٹی کون باندھے؟

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
نائب ناظم امارت شرعیہ بہار، اوڈیشہ و جھارکھنڈ

امتحان کے دوران نقل تعلیمی نظام پر داغ

مکرمی! ادارتی صفحہ پر محمد حنیف خاں صاحب کے بعنوان " نقل کلچر کا فروغ، نظام تعلیم کی تباہی و ملک کی بربادی" مضمون سے متفق ہوتے ہوئے عرض ہے کہ کسی بھی امتحان کے دوران نقل کی قابل شرم و مذمت حرکت تعلیمی نظام پر ایک داغ ہے کیونکہ بیشتر ایماندار اور محنتی طلبا و طالبات آدھی آدھی رات اور پورے پورے دن محنت کر کے اپنے امتحانات نیز تقابلی امتحانات کی تیاری کرتے ہیں اور ان میں بہت سے بچے اور بچیاں سماج کے غریب و متوسط طبقے سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور ان امتحانات میں شامل ہونے کیلئے انھیں اضافی اقتصادی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے عین برعکس، بہت سے غیر سنجیدہ امیر طلبا اپنے پیسے کے دم پر بذریعہ نقل و دیگر ناجائز ذرائع سے ان امتحانات میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں اور نتیجتاً ایماندار امیدواروں کے حصّے میں ناامیدی آتی ہے۔ ملک میں حالیہ منعقدہ نیٹ میں ہوئی مبینہ دھاندلی اس کا تازہ ترین ثبوت ہے جس کی اعلیٰ سطحی جانچ ہونے کی خبر بھی ہے۔ موصوف قلمکار کی تشویش حق بجانب ہے کہ ایسی صورت میں، رشوت کے ذریعہ انتہائی اہمیت کے حامل یہ اعلیٰ سطحی امتحانات پاس کرنے والے اگر مدرس اور ڈاکٹر بنے تو ملک کے نظام تعلیم و صحت کا کیا حال ہوگا اس کو سمجھنے کیلئے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں! لہٰذا، اہل اقتدار کو اس ضمن میں سنجیدگی سے غور و فکر کے ساتھ کارگر اقدام کرنا ناگزیر ہیں۔ بصورت دیگر، میدان تعلیم میں ناقابل تلافی نقصان ہوگا!

اظہر علی خاں
شرافت منزل، کوتوالان، رامپور

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر **ضیاء قادری** نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس C-2,3,4، سیکٹر-11 نوئیڈا میں چھپوا کر اور 705-706، ساتویں منزل، نورنگ ہاؤس، 21 کے جی مارگ، نئی دہلی سے شائع کیا۔
Printed & Published by **Zia Qadri**, on behalf of **Sahara India Mass Communication** and Printed at **Sahara India Mass Communication Press**, C-2, 3, 4, Sector-11, Noida and published at **705-706, VIIth Floor, Navrang House, 21 K.G. Marg, New Delhi**
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Md. Fakhre Imam** (fimam16@gmail.com) * **ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی** ■ **ریزیڈنٹ ایڈیٹر: محمد فخر امام**
For Editorial/News: rsahara1@gmail.com ■ **Advertisement (National)**: ■ 9891773434, 9899452476 **Email:** adsahara@gmail.com
www.roznamasahara.com 0120-2598274: سرکولیشن، **0120-2444755,2598419** :ٹیلی فون نمبر نوئیڈا آفس، 011-23352369, 23352368: ٹیلی فون نمبر دہلی دفتر
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار R.N.I. No.71627/99 **Roznama Rashtriya Sahara** (New Delhi) Regd.: UP/BR/GBD-208/2024-2026
شمارہ: 8935 سال: 25
روزنامہ راشٹریہ سہارا
○ حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں